به عون معین مطلق و توفیق خدای حق

این کتاب مستطاب مسمّی به خلافت مصنفہ حکیم دقیق النظر عمیق الفکر عالم تواریخ و سیر جان ڈونپورٹ صاحب بہادر کہ ترجمہ آن جناب ممدوح اکابر انام موہبت فرمای خاص و عام وحید العصر مولوی محمد حیدر رضا صاحب عام فہم بزبان اردو از کمال غور و توجہ از کتم عدم بمنصۂ ظہور آوردند

نام تاریخی

جزو مظاہر الحق

۱۳۰۱ھ

حسب ارشاد فیض بنیاد عالی شان جلالت نشان منبع الخلق والاحسان معدن الکرم والامتنان عالی ہمت آسمان رفعت آفتاب طلعت برگزیدہ بارگاہ حضرت رب المشرقین جناب راجہ سیّد غضنفر حسین صاحب ضاعف جلالہ و ادام اللہ اقبالہ بمقام لکھنو محلہ فراشخانہ وزیر گنج بتاریخ بست و نہم ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۱ ہجری

در مطبع اثنا عشری بحسن اہتمام بندہ سید عابد علی طبع شد

تقریظ

چکیدہ خامہ بلاغت نظامہ جناب بحر علام بحر طمطام مروج دین مبین اسلام نائب اہل بیت علیہم السلام الفقیہ الباذل والعالم الکامل فخر المتکلمین عمدۃ المجتہدین آیۃ اللہ فی العالمین مجتہد العصر والزمان افضل الفقہا تاج العلما بحر العلوم جناب مولانا و مقتدانا سید علی محمد صاحب قبلہ و کعبہ مد ظلہ العالے

باسمہ سبحانہ

تاریخ فاضل معاصر حکیم متبحر علامہ جان ڈونیپورٹ صاحب بہادر دام توفیقہ جسمے اونہون نے تاریخ بعض ائمہ دین و حجج معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین بالخصوص تاریخ حضرت سید الوصیین امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ مین تحریر فرمائی ہے اوسکا یہ ترجمہ شریف ہے اور اسی وحید عصر فرید دہر فرد زمانہ دُریگانہ عالی جناب معلی القاب حشمت مآب عظمت ایاب گردون قباب ہلال رکاب ذو الریاستین شاہزادہ علامہ سرکار فیض مدار شاہزادہ جہان قدر میرزا محمد واحد علی بہادر دام اقبالہ و زاد اجلالہ و اید الحق بہ الحق و اہلہ بحق الحق و اہلہ سے نوک ریز قلم ہدایت رقم کرایا پھر بہ مطالعہ سچمدان مین آیا واقعی یہ ترجمہ نہایت خوب ہے بغایت پاکیزہ اسلوب ہے

وفی کل سطر منہ عقد من الدرر	فی کل لفظ منہ روض من المنی

حق سبحانہ وتعالے سب مومنین اور شیعیان آل طٰہٰ ویٰسین کو اس سے مستفید و
مستفیض کرے اور ثواب عظیم اسکا عائد حال فرخندہ فال حضرت شاہزادہ زاد اللہ
بسطۃ فی العلم والجسم فرمائے اور ہر چند کہ اصل تاریخ مزبور متضمن اکثر مضامین حق
پر ہے لیکن ازبسکہ حکیم مذکور چیرہ دست حکمت فلسفہ مین ہین اور مبانی مین اوسکے
اور مبانی شرع حنیف مین بون بعید ہے اور حکمت اخلاق پر صاحب موصوف کو
توجہ کمتر ہے حالانکہ وہ مثل مرادف اسلام ہے اسوجہ سے بعض تعریضین اون کی
بعض ائمہ معصومین پر بمراحل دور انصاف اور عقل سے واقع ہوئے ہین بالخصوص
جو تعرض اونھین سفر کربلا وغیرہ پر ہوا کہ وہ عاقلانہ مشورہ کے خلاف ہوا حالانکہ نظیر
اوسکی حکمت کی پیشواؤن کے حال مین بھی موجود ہے معلوم نہین کہ حکیم سقراط کی
موت کو بھی وہ عاقلانہ مشورہ کے خلاف فرمائین گے یا نہین ۔ بر تقدیر ثانی یہ
تحکم ہے اور بر تقدیر اول جان حکمت پر ستم توڑنا ہے پس صاحب ممدوح کو
پہلے اس تنقیح پر توجہ ضرور تھی کہ عتاب حضرت ۔ یزید پر نو قسمون مین سے اخلاقی
قوتون کے اقسام کی کون قسم تھی اور عناد یزید اون سے کس قسم کا تھا ۔ اور
سفر کربلا کس قسم مین داخل تھا اور موت حضرت عقلی تھی یا نہین اور موت عقلی حیات
غیر عقلی سے بہتر ہے یا نہین ۔ اور علی ہذا القیاس پھر سب پر طرہ یہ ہے کہ وہ

اس تاریخ مین تسلیم کرتے ہین حضرت کی سخاوت وصبر وشجاعت حالانکہ حکما ء اخلاق نے حکمت وشجاعت مین تلازم طرفین سے ثابت کیا ہے - پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ حضرت شجاع ہون اور حکیم نہون اذ کل حکیم شجاع وکل شجاع حکیم - پس اجنبیّت صاحب ممدوح کی حکمت اخلاق سے اور اوسکے مصطلحات سے اظہر من الشمس الدائر اور ابہر من الامس الدابر ہے اور جو شائق تنقید کا حقائق اشیائکے ہوا وسے مطالعہ ترجمہ زیارت ناحیہ اور اوسکے منہیا تکا چاہئے کہ وہ تفصیل بران اجمالون کے مطلع ہوکے قدرت خدا کا تماشا دیکھے وہو یحقق الحق ویدمغ الباطل وہو الموفق والمعین وعلیہ نتوکل وبہ نستعین حرّرہ بیمناہ الوازرۃ الداثرۃ خادم الشریعۃ الطیبۃ الطاہرۃ

علی محمد بن سلطان العلما اوتی کتابہ بیمناہ فی الآخرۃ

تقریظ دل پذیر بے مثل ولا نظیر

کہ از نوک قلم بلاغت رقم فضائل مآب فواضل ایاب عمدۃ الانجاب قدوۃ الاطیاب جناب مولوی سید محمد صالح بن العلم العلامہ والفرد الفہامہ العالم الربانی والنور الشعشعانی عمدۃ العلماء الاعلام فقیہ اہل بیت علیہم السلام آیۃ اللہ فی العالمین وحجتہ علی الجاحدین المولی الکونین نجل المصطفین جناب مولانا السید مرتضیٰ حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ وجعل الجنۃ دار قیامہ بر صفحہ قرطاس محرر گشتہ

بسمہ سبحانہ

نحمد اللہ الرحمان الرحیم علی احسانہ الجسیم وکرمہ العمیم ونشکرہ علی ما انعم علینا بمنہ العظیم وجعلنا علی ملتہ خلیلہ الجلیل ابراہیم ونصلی علی نبیہ النبیہ الکریم وعترتہ حجج دین اللہ القویم سیما ابن عمہ ووصیہ الذی حبّہ صراط اللہ المستقیم اما بعد یہ رسالہ شریفہ وعجالہ منیفہ مسماۃ بہ جزو مظاہر الحق کتاب مستطاب مسمی بہ خلافت مصنفہ حکیم دقیق النظر عمیق الفکر عالم تواریخ وسیر جان ڈونپورٹ صاحب بہادر ہداہ اللہ تعالی سواء الطریق و رواہ من رحیق التحقیق کا ترجمہ ہے۔ جسے عالی جناب معلی القاب حشمت مآب عظمت آیاب متکی اریکہ جاہ وجلال متوسد وسادہ ابہت واجلال حاتم زمان سکندر دوران صاحب عالم وعالمیان سرکار جناب شاہزادہ جہان قدر میرزا محمد واجد علی بہادر ادام اللہ اقبالہ وضاعف قدرہ واجلالہ نے واسطے فائدہ سائر مومنین وموالیان ائمہ طاہرین کے زبان انگریزی سے اردو میں تحریر کرایا۔ اور حقیقت امامت جناب امام المتقین وصی خاتم النبیین سید المرسلین نفس رسول رب العالمین امیر المومنین مطلوب کل طالب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام۔ بااتصل اللیالی والایام کو کتب تواریخ عامہ سے ثابت کیا حق یہ ہے کہ عالی حضرت شاہزادہ صاحب بہادر کا یہ احسان

عام سب پر ہے لیکن زبان انگریزی سے ناواقفون کو تو گویا نہر کوثر ہے۔ خداوند عالم مالک لوح و قلم شیعیان امیر المومنین کو اس سے فیضیاب کرے اور اپنے فضل و کرم سے سرکار فیض مدار جناب ممدوح کو شاد کام و بامراد رکھے مصرعہ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔ حررہ بقلمہ و لفظہ بفمہ اذل الخلیقہ بل لا شئے فی الحقیقہ السید محمد صالح بن العالم المشتہر فی المشرقین و المغربین البرے عن کل وین و شین جناب المولوی سید اصغر حسین طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ یوم الاربع لستۃ خلوان من شہر جمادی الاخری سنہ ۱۳۰۴ من ہجرۃ سید الوری علیہ التحیۃ و الثنا

قطعہ تاریخ چکیدہ خامہ بلاغت نظامہ شاعر بے بدیل رئیس جلیل عالیشان جلالت نشان الامیر ابن الامیر جناب مستطاب نواب سید محمد حسین خان صاحب نصفا الشہیر بہ چھوٹے صاحب متخلص بہ ہجری دام اقبالہ و فضلہ و افضالہ

قطعہ تاریخ

جم جاہ فریدون فر جہان قدر	شہزادہ آفتاب صولت
ہین ذرہ نواز و بندہ پرور	لکھوائے کتاب مہر طلعت
کس حسن سے ترجمہ کرایا	کیا شستہ و رفتہ ہے عبارت
ہو سکتے نہین بیان اوصاف	تحریر ہے معدن فصاحت
اسکے ہجری کلک دُر فشان نے	کھینچے تصویر خوب صورت ۱۳۰۴ھ

قبل ازین حسب ارشاد فیض بنیاد عالی جناب معلے عن القاب عظمت ایاب حاتم
زمان سکندر دوران صاحب عالم و عالمیان سرکار فیض آثار جناب شاہزادہ
میرزا جہان قدر محمد واحد علی صاحب بہادر ادام اللہ اقبالہ وضاعف اجلالہ نے
واسطے فائدہ سائر مومنین و موالیان ائمہ طاہرین کے زبان انگریزی سے
اردو مین تحریر کرایا اور حقیت امامت حضرت امیر المومنین صلوات اللہ
وسلامہ علیہ کو کتب تواریخ عامہ سے کرایا اور حسب فرمایش عالی جناب
شاہزادہ ممدوح کے والاشان جلالت نشان رفیع المکان عملے دودمان
رئیس زمان منبع الجود والاحسان ماسے جناب نواب سید محمد مہدی حسن خان
المعروف جناب سید بادشاہ نواب صاحب فی مطبع صبح صادق شہر عظیم آباد مین چھپوایا
فی الحال حسب اجازت عالیجناب شاہزادہ ممدوح کے بندہ کمترین دعاگوے مومنین
سید عابد علی مالک مطبع و مہتمم اخبار اما سید نے اپنے مطبع مین حلیہ طبع سے آراستہ کیا فقط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	حاشیہ ۳	خلافت	وہ خلافت	۹	۱۳	جو	جو کوئی
ایضاً	۹	کے	کے مین	۱۳	۱۵	بو	ابو
۱۴	۷	اور	اوتار	۱۴	۶	نوذیش	نوذریش
۴۴	۱۰	مسلمانون	مسلمان	۱۵	۱۰	قبول کو	کو قبول
۲۰	۲	اپی	اپنی	۲۴	۱	اگرچہ	اگرچہ
۴۲	۱۵	کے	سے				

قبل ازین حسب ارشاد فیض بنیاد عالی جناب معلے عن القاب عظمت ایاب حاتم
زمان سکندر دوران صاحب عالم و عالمیان سرکار فیض آثار جناب شاہزادہ
میرزا جہان قدر محمد واجد علی صاحب بہادر ادام اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ نے
واسطے فائدہ سائر مومنین و موالیان ائمہ طاہرین کے زبان انگریزی سے
اردو مین تحریر کرایا اور حقیقت امامت حضرت امیر المومنین صلوات اللہ
وسلامہ علیہ کو کتب تواریخ عامہ سے کرایا اور حسب فرمایش عالی جناب
شاہزادہ ممدوح کے والاشان جلالت نشان رفیع المکان عالے دودمان
رئیس زمان منبع الجود والاحسان عالے جناب نواب سید محمد مہدی حسن خان
المعروف جناب سید بادشاہ نواب صاحب فی مطبع صبح صادق شہر عظیم آباد مین چھپوایا تھا
فی الحال حسب اجازت عالیجناب شاہزادہ ممدوح کے بندہ کمترین دعاگوے مومنین
سید عابد علی مالک مطبع و مہتمم اخبار امامیہ نے اپنے مطبع مین حلیہ طبع سے آراستہ کیا فقط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	حاشیہ ۳	خلافت	وہ خلافت	۹	۱۲	جو	جو کوئی
ایضاً	۹	کے	کرے مین	۱۳	۱۵	بو	ابو
۳۱	۷	اور	اوتار	۱۴	۶	خوذئیس	خودرئیس
۳۴	۱۰	مسلمانون	مسلمان	۱۵	۱۰	قبول کو	کو قبول
۲۰	۲	اپی	اپنی	۲۴	۱	اگر یہ	اگرچہ

بعون صانع مکین و مکان و فضل خالق زمین و زمان

درین هنگام فرخی فرجام بفضل حضرت معین مطلق الموسوم

جزو مظاهر الحق

نام تاریخی

سنه ۱۳۰۶ هجری

بمقام لکهنو محله فراشخانه وزیر گنج بتاریخ بست و دوم ماه ربیع الآخر سنه ۱۳۰۶

در مطبع حسینی اثنا عشری بحسن اهتمام سید عابد علی طبع شد

دیباچہ مصنف

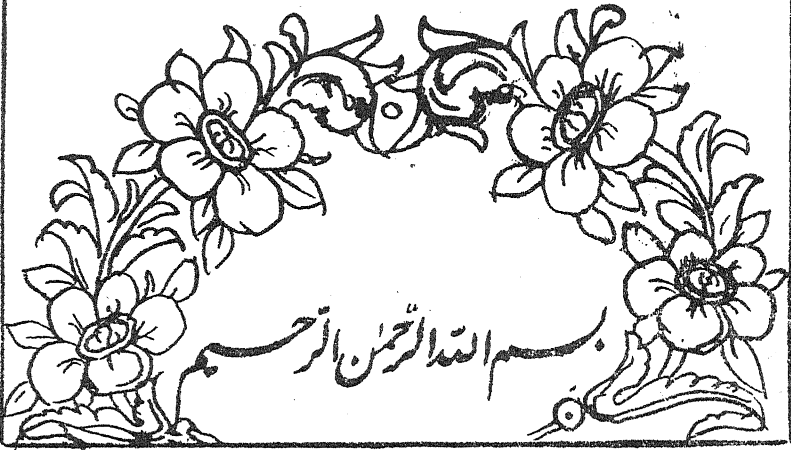
یہ تحریر بایما اکثر ناظرین کتاب مسمّٰی ان اپولوجی فور محمّد اینڈ قرآن (مترجم بہ مظاہر الحق) کے جنکی راے ہوئی کہ مختصر ذکر خلافت اوس کتاب مین مستحسن تتمہ ہوتا قلمی ہوے۔

دستخط

جی ڈی یعنے جان ڈوینپورٹ۔ اسمون سے مصنفین کتب کے جنکی طرف واسطے سند کے اس تحریر مین رجوع کرنا ہوا اطلاع دیجاتی ہے

ابو الفدا۔ ترجمہ لنسک مطبوعہ ۱۷۶۵ء۔ ابو الفرج۔ تاریخ مختصر خاندان ہاے شاہی۔ دلو دو یوس

تاریخ مستقدّین۔ ڈونو۔ تاریخ ہندوستان۔ مجموعات مختلف فرانسیسی و انگریزی۔ گبن۔ الجغط اور۔ ڈی ہربلٹ کتب سرقیفشہ۔ حارلس ہلس۔ تاریخ اسلام۔ تنیبور۔ تذکرہ مارا کسی۔ میان قرآن۔ واشنگٹن ابروسگ۔ سیرۃ محمّد اوکلی۔ تاریخ اعراب۔ پوسن۔ خطوط بہ لٹرادس۔ ٹیلرس تاریخ محمّد۔ دولٹائیر رسائل اخلاق و مذاہب اقوام۔



خرابیان جو اولوالعزمی کے جھگڑون سے جاری ہوتی ہین وہ اکثر جس زمانہ مین
اور جس ملک مین واقع ہوئی ہین وہان وہ محدود رہتے ہین مگر جو خرابیان
اختلافات مذہبی یا تعصب دینی سے کہ یہ سب خصومتون سے زیادہ
نا اصلاح پذیر ہی پیدا ہوتی ہین وہ ایسی نہین ہین ـ تصدیق پر اس امر کے
حال خلافت ایسی گواہی دیتا ہی کہ اوس مین کسیکو جاے بحث نہین رہتی
اسطرحپر کہ جو بدبخت عداوت انحضرت کی وفات سے ان دو بڑے فرقون مین

جو بنام سنی و شیعہ مشہور ہین پیدا ہوے وہ ہر قرن ہین بعد ہجرت تازہ ہوتی رہی ہو بلکہ ابتک اگرچہ کسیقدر گھٹ گئے ہو درمیان عثمانیون اور فارسیون چلی آتی ہو

فصل اگر آنحضرت کے رفقاء و اصحاب کے دلون ہین اوس طرح کی عداوت و رقابت ہوتی جس ہین کہ سکندر اعظم کے جانشین مبتلا تھے تو پھر اونکی سلطنت بحر اقیانوس سے دریاے گنگ تک نہ پہونچی ہوتی بلکہ ہوسکتا تھا کہ اتحاد دین درمیان عرب کے صحراؤن کے غائب ہو جاتا مگر تفضل خدا نے ایک حصہ آنحضرت کے جوش دل کا اونکے شاگردون پر القا فرمایا جس سے دلون کو اونکے قوت ہوئی اور قرآن کے رواج دینے کے شوق نے اونکی ہمتون کو ایسا بلند کیا کہ اُنھون نے اپنے نفع شخصی پر نظر نہین کی لیکن بعد وفات آنحضرت نہ تلوار کی دہشت نہ خطبونکی تیز زبانی ایسا اتفاق مذہبی جیسا کہ بکمال خواہش چاہتے تھے ثابت و قایم نہ کرسکے بلکہ [illegible] اسکے فرقے اہل اسلام کے اتنے متعدد ہوے جتنے کہ نصاری کے [illegible] حالانکہ تعدد فرق سے خود نصرانیت پر حرف آتا ہو پس اس بات مین دونون مذہب برابر ہوے کہ ملاحظہ سے اونکے احوال کے ایک غم افزا نظیر انسانی ضعف عقل کے اور نخوت و غرور کے مشاہدہ ہوتے ہے

فصل ۲ تفصیلی حال اتنے فرقون کا اور اونکے متناقض طریقون کا کئی
جلدون مین لکھا جا سکتا ہے مگر جیسا کہ علی العموم یہودیون اور نصرانیون کے
دو عام فرقے فریقین وصدوقیین یہودیون مین اور کیتھولک پروٹسٹانٹ
نصرانیون مین سمجھے جاتے ہین ویسا ہی سنی اور شیعہ کے عام معنے لینا چاہیے
اب نتیجہ اس افتراق کا صرف انواع واقسام کے اختلافات فروع ورسوم
دین مین نہین بلکہ ایک نہایت نا اصلاح پذیر جنگ وجدل بھی ہی جس مین معلوم
ہوتا ہی کہ نہایت خونریزی ہوئی **فصل ۳** ان دو فرقون مین سے ایک
یعنے سنی نے ابوبکر کو رسول ص کے اونکا جانشین مانا اور دوسرے فرقہ نے
علی چچازاد بھائی اور داماد آنحضرت سے جیسا کہ مقتضاے مزید انصاف ور
حمیت دینی ہی تولا رکھی باین نظر کہ آنحضرت ہمیشہ اون سے محبت و الفت جلائیہ
رکھتے تھے اور چند مرتبہ اونکو اپنا جانشین بھی ظاہر کیا تھا علی الخصوص و مقاموتین
ایک جب آنحضرت نے اپنے گھر مین قبیلۂ ہاشمی کی ضیافت کی تھی اور
علی نے باوصف کمسنی تو ہین کفار اپنا ایمان الٰہی ظاہر کیا آنحضرت نے اپنے باہین
اوس جوان کے گلے مین ڈال کے چھاتی سے لگا کے باواز بلند کہا دیکھو

۱ [illegible] ۱۲

میرے بہائی میرے وصی میرے خلیفہ کو) اور دوسرے کے جب انحضرت نے
ایک برس قبل اپنے انتقال کے خطبہ پڑہا تھا بحکم خدا جسکو جبرئیل آنحضرت کے
پاس لائے تہے اور یون کہا تہا کہ آپ پر اے پیغمبر صلوات ورحمت خدا سے
مین لایا ہون مع اوسکے حکم کے آپکے پیروون کے نام جسکو آپ اون سے
کہنے نے تاخیر کے اور نے خوف کے شریر آدمیون سے اسواسطے کہ وہ خداوند
توانا ہے اور بچاویگا آپکو کہ اوس کے بندہ ہین فضل ہم بموجب اس حکم کے
انحضرت نے انس سے کہا کہ لوگون کو جمع کرے جس مین آنحضرت کے پیرو اور
یہودی اور نصرانی اور مختلف رہنے والے وہان کے بہی حاضر ہوئین — یہ
جمعیت ایک گاؤن پاس ہوئی جس کا نام خم غدیر ہے نواحی مین شہر جحفہ کے
جو درمیان مکہ و مدینہ کے واقع ہے پہلے یہ مقام کل موانع سے صاف ہو رہا تہا
دسوین اپریل ۶۳۱ع مین آنحضرت ایک بلند منبر پر گئے جو وہان اون کے لئے
نصب کیا گیا تہا اور جبکہ ہزارون حضار نہایت توجہ سے سنتے تہے ایک خطبہ
حضرت نے بڑی شان وشوکت وفصاحت وبلاغت سے پڑہا - مگر ہمکو افسوس
ہے کہ یہ کتاب سوائے خلاصہ مذکور الذیل کے گنجائیش خطبہ کے نہین رکہتی ہے
حضرت نے خطبہ یون شروع کیا تہا حمد وثنا اوس یکتا خدا کو ہے جس کو کوئی دیکہہ

نہین سکتا اوس کا علم گذشتہ و حال و آیندہ پر شامل ہی اور اوسکو نہایت
پوشیدہ اسرار آدمیون کے دل کے معلوم ہین اسواسطے کہ اوس سے کوئی
بات پوشیدہ نہین رہ سکتی اگرچہ وہ بقیاس بعید ہی تاہم ہمسے قریب ہی۔ یہ ہی وہ ہی
کہ جسنے آسمان و زمین کو اور جو کچھہ اس مین شامل ہی پیدا کیا وہی ایک غیر فانی ہی
اور جو کچھہ کہ ہی اوسکی قدرت و اختیار کے تابع ہی۔ مگر اوسکی رحمت اور فضل
سب کو شامل ہی جو کچھہ اوس سے سرزد ہوتا ہی اوس مین مصلحت ہی عقاب مین
تاخیر کرتا ہی اور سزا دینا بھی اوس کا خالی از رحمت نہین ہی۔ سر اوسکی ذات کا
ممکنات کو مجہول ہی اور ہمیشہ مجہول رہے گا۔ اوسکی حکم سے آفتاب و ماہتاب
اور باقی اجرام سماوی اپنی راہ پر جو اوس نے مقرر کر دی ہین چلتے ہین جو
کچھہ وہ چاہتا ہی چاہے آسمان پر ہو چاہے زمین مین وہ ضرور ہی ہوتا ہے
زندہ سے یہ جان لیسکتا ہی اور مردہ مین پھر روح داخل کر سکتا ہی وہ ہی
خوشی و غم دونون دیتا ہی۔ اوسکے کان سب لوگونکے دعا کے طرف لگے
رہتے ہین۔ جو اوسکو بجمال یقین مانتے ہین اور صاف اور نادم دل سے
اوسکی طاعت کرتے ہین۔ اما بعد اسے لوگون مین صرف بندہ محکوم ہون
اور مجکو حق تعالے کا حکم ہوا ہی اور مین اوسکے تعمیل مین سر نیاز بجمال خضوع

و ادب جھکاتا ہون - تین دفعہ جبرئیل میرے روبرو ظاہر ہوے اور تینون
دفعہ اونہون نے مجکو حکم دیا کہ مین سب اپنے پیروون سے خواہ وہ گورے
ہون خواہ کالے یہ ظاہر کرون کہ علی میرے خلیفہ اور وصی اور امام ہین
اور میرے گوشت و خون ہین اور میرے ایسے ہین جیسے ہارون موسی کے
تھے اور بعد میری وفات کے وہ تمہارے ہادی ہون سگے اور جب مین
اس دنیا سے رحلت کرون تو میرے پیروون کو اونکے فرمان برداری
ایسی کرنا چاہیے جیسی کہ میری فرمان برداری کرتے تھے جبکہ مین تم مین
تھا جسنے علی کی نافرمانی کی اوسنے خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کی -
اے دوستو یہ خدا کے احکام ہین - علی نے مجھسے سیکھے ہین سب وحیان
جو وقتاً فوقتاً مجکو آئی ہین جو اس حکم کو نمانیگا اللہ کی دائمی لعنت ضرور
اوسکے سر پر ہیگی جو علی کا حکم نہ بجالاوے گا خدا نے ہر ایک سورہ مین
قرآن کے علی کی تعریف کی ہے مین دوبارہ کہتا ہون کہ علی میرے چچا کے
بیٹے اور میرے گوشت و خون ہین اور خدا نے اوسکو نہایت نادر جوہر
عنایت کی ہین بعد علی کے اونکے بیٹے حسن و حسین اور اونکے جانشین ہونگے

فصل ۵ اس خطبہ کے تمام ہونے پر ابوبکر اور عمر اور عثمان اور سفر

اور دوسرے لوگون نے علیؑ کے ہاتھہ چومے اور انکے جانشین آنحضرتؐ مقرر
ہونیکی مبارکباد دی اور اقرار کیا انکے تمام احکام کو سچے طور سے بجالاوینگے

فصل ۶ ۔ ۱۰ ہجری مین صرف تین دن قبل اپنے انتقال کے آنحضرتؐ نے پھر
اپنے تابعین کو وقت ترخیص ان الفاظ سے سمجھایا کہ ای میرے شاگردو آیا تم
خوب یقین کرتے ہو کہ ایک ہی خدا ہی اور مین محمد اوس کا رسول ہون اور حقیقت
مین بہشت اور دوزخ ہین اور موت اور بعد موت کے حشر حق ہی اور ایک
وقت مقرر ہی کہ اوس وقت تمام انسان اپنے قبرون سے اوٹھہ کے داور
قادر مطلق مین حاضر ہونگے ۔ ساری جماعت نے یک زبان جواب دیا کہ
ہان ان سب چیزون کا خوب یقین رکھتے ہین اوس کے اوپر رسولؐ نے
اونکو قسم ان عقیدونکی بھر دیتا کید اس بات پر دی کہ انکی آل سے زیادہ تر
خاص کر کے ہمیشہ محبت رکھین اور اونکی عزت و توقیر کرین بڑے شد و مد سے
یون کہا کہ جو مجھہ سے محبت رکھتا ہو وہ علیؑ کو اپنا دوست سمجھے اللہ تائید کرے
اونکی جو دوستی رکھتے ہین علیؑ سے اور غضب کرے اون سب پر جو اوسکے دشمن ہین

فصل ۷ ۔ ایسے مکرر اور مصرح بیانات سے جو خود رسولؐ کے لبون سے
ہوئی تھے ایک وقت تک تو شک و شبہ امر خلافت سے دور رہا مگر آخر میشہ

سبب ہوا یوہی ہوئی کہ بی بی عایشہ ابو بکر کی بیٹی آنحضرت کی زوجہ دوم نے

چپکے اپنی سازو باز کرکے باپ کو پہلا خلیفہ لوگون سے مقرر کروا لیا **فصل ۸**

ملک الموت کے انتظار مین آنحضرت کا عایشہ کے حجرے مین جانا خواہ آنحضرت کے

حکم اور مرضی سے ہوا ہو خواہ بی بی کے ہوا ہو بہر صورت یہ بات بھی ایسی ہی کہ

خاص کرکے اونکے مفید مطلب تھی۔ اسواسطے کہ بس یہ یقینی ہی کہ آنحضرت کا

کہنا دربارہ جانشینی علیؑ کے کانون تک لوگون کے نہ پہونچنے پائی پس علی العموم

یہ سمجھا گیا کہ جیسے جناب رسولؐ نے بدون بیان کرنے اپنی آخری وصیت کی

دربارہ جانشینی کے انتقال کیا۔ اور اس ہی سبب سے یہ بات ہوئی کہ تین خلیفون نے

بہم راج کیا قبل اسکے کہ علیؑ اپنے حق کو پہونچین جسکے وہ اسقدر مستحق تھے

نہ صرف بلحاظ قرابت و زوجیت فاطمہؑ دختر رسولؐ کے بلکہ نیز بلحاظ اون بیشمار

اور بڑے خدمتون کے جو اونہون نے مذہب اسلام کے کی **فصل ۹** توقع ہی

کہ شاید بی بی عایشہ کی اس کردار کے باعثون مین سے ایک خدمت فرزندی

ہو کہ اپنے باپ کے خلیفہ ہونے مین اعانت کی۔ مگر بیشک و شبہہ نہایت قوی باعث

اسکا بعض کینہ دیرینہ علیؑ کے طرف سے تھا جسکا سبب یہ بات ہوئی۔ کہ آنحضرت نے

جب سنہ اول ہجرت مین قبیلہ مصطلق پر حملہ کا عزم کیا تو اپنی پیاری بی بی عایشہ کے

فراق کا تحمل نہ کر سکے اور وہ ساتھ گئین - جب لشکر واپس آتا تھا اور اونکا
وقت تھا اور مدینہ قریب رہ گیا تھا تو بی بی عایشہ اپنے اونٹ پر سے رات
مین اوتر پڑین اور واسطے رفع حاجت کے ایک طرف کو چلی گئین - مگر جب پلٹین
اور معلوم ہوا کہ ہیکل گر گئی جو بہت قیمتی اور صرف کے سنگ سلیمانی کی بنی ہوئی
تھی تو اوسکو ڈھونڈہتے وہ جدہر آئی تہین اودہر کو پھر گئین اس عرصہ مین
اونکے خدمتگار سمجھے کہ وہ ضرور پھر عماری مین سوار ہو گئی ہونگی - عماری کو
پھر اونٹ پر رکھکر لے چلے جب بی بی عایشہ پھر راستہ پر آئین اور معلوم ہوا
کہ اونکا اونٹ چلا گیا تو وہ اس انتظار مین بیٹھین کہ جب تلاش ہوگی تو
کوئی اونکے لانے کو بہیجا جائیگا - اور تھوڑی دیر بعد سو گئین - صبحکو تڑکے
جب صفوان بن المعطّب جو استراحت کے لئے راہ مین پیچھے ٹھہر رہا تھا پاس
گذرا تو ایک شخص کو زمین پر سوتا ہوا دیکھکر اوسکے قریب آیا اور پہچان کے
کہ بی بی عایشہ سو رہی ہین بلا تامل دوبار آہستہ انا للہ و انا الیہ راجعون
پڑہ کے اونکو جگایا - بی بی عایشہ نے جاگ کے فوراً اپنے کو نقاب سے چھپا لیا
ور صفوان اپنے اونٹ پر اونکو بٹھا کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا اور دوپہر کو
لشکر مین پہونچ گیا - اوس وقت استراحت کے لئے مقام ہو رہا

فصل ۲ ایک کم سن عورت کا یون ہاتھہ مین ایک جوان بہادر سپاہی کے ورمیان ایک بڑے بیابان کے ہونا عربونکے دلون مین شک ڈالنیکے لئے کافی تہا بد نامی کے قصہ اور چرچے پہیلنے لگے پہلے عبد اللہ بن ابی سے جنکے بسبب عداوت آنحضرت کے بڑ ہا کے کہنے مین اس ماجرے کے کوئی کوتاہی نہین کے اور خود آنحضرت اپنے طرف پر پریشان تھے کہ کیا راے اس بارہ مین کرین پس علیؓ کے مشورہ سے ایک پنچایت تحقیقات کے لیے مقرر کرنے پر راغب ہوئے بنا بران بی بی عایشہ کو جوابدہی ابوبکر اور ام رومان کے سامنے کرنا پڑی اور ان دو لونڈی آدمیون سے او نکو بالکل بے قصور ٹھرایا جب یہہ بے قصور ٹھہرین تو تین شخص اتہام کرنیوالون مین سے ہر ایک کو مطابق حکم ۲۴ چوبیسوین سپارے قرآن کے چار چار کوڑے کی سزا ملی ۔ مگر عبد اللہ بانی اس اتہام کا جو ایک بڑا با قدر شخص تہا سزا پانے سے بچگیا ۔ علیؓ کی یہہ راے دینا کہ بی بی عائشہ کی تحقیقات کیجاے اسکو وہ کبہی نہ بہولین اور کبہی درگذر نہ کیا اور ہمیشہ او نکو بدلے مین اسکے ستایا کین اور ایسا انتقام لیا کہ مثل اوس کے کسینے نہ لیا ہوگا ۔ سواے یونون کے جو مشتری کی زن و خواہر تہی کہ انتقام اوسنے رائس سے لیا تہا

جو ایک بڑا عالی شخص تھا اور اوس کے قصہ کو درجل شاعر لاطینی نے ایک مثنوی مین نظم کیا ہی۔ **فصل ۱۱** ایک اور روایت جو ابوبکر کے فائدہ بمنصب خلافت ہوئیکی ہے۔ بموجب اوسکے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب صحیح خبر رسولؐ کی وفات کی اونکے عزیز اور دوستونکو پہونچی تو ہر دو فریق نے مدینے اور مکہ کے لوگون مین سے بڑی فصاحت اور قوت تقریر سے اپنے مستحق ہونے پر رسولؐ کے جانشین مقرر کرنیکی دلیل پیش کی مگر ابوبکر نے ایک مکہ کے رہنے والے کی راے کہ کار خلافت منقسم دو شخصون پر ہو پسند کر کے یہ بیان کیا کہ عمر اور ابو عبیدہ کا اپنے آقاے مرحوم کا نائب ہونا مناسب و مفید ہوتا مگر عمر نے اپنے عدم لیاقت ایسے امر خطیر و منصب جلیل کی ظاہر کر کے خود درخواست کی کہ ابوبکر واسطے سرپرداری امور مذکور کے تجویز کئے جائین اور اس درخواست کو سب نے یکدل ہو کے قبول کیا **فصل ۱۲** وقت اس انتخاب کے علیؓ حاضر نہ تھے اور جب اوس کا حال اونھون نے سُنا تو بہت مایوس و آزردہ ہوئے کہ وہ بہت باموقع اور معقول طور سے توقع رکھتے تھے کہ وہ خود لوگون کے پسند آتے۔ اس عرصہ مین ابوبکر نے جلدی سے عمر کو فاطمہؓ کے گھر پر جہان علیؓ اور بعضے اونکے

دوست تھے بایں حکم بھیجا کہ اونکو طلب کرین تاکہ وہ حاضر ہو کے بیعت
خلیفہ کی کرین اور اگر وہ اس امر سے انکار کرین تو اون سے بزور بیعت
لین۔ بموجب اس حکم کے عمر نے اوس گھر کو جا کے اپنے سرہنگون سے
گھیر لیا۔ اور ابوبکر کے منتخب ہونیکی خبر علیؑ سے کھکے دہمکی کی آواز و انداز سے
بیان کیا کہ میری (یعنے عمرؓ کی) رائے اور تحریک سے یہ بات باتفاق رائے
شورے مین قرار پائی ہے کہ اگر کوئی شخص خلیفہ بن بیٹھے تو وہ شخص مع کلُ
اون لوگون کے جنہون نے اعانت اور حمایت اوسکی کی ہو وہ سب سزا
اموات کی پاوین یہ کہہ کے عمر نے بیان کیا کہ اگر اس حکم کی تعمیل نہوگی تو
وہ اوس گھر مین آگ لگا کے اوسکو اور جو لوگ اوس مین ہین اون سبکو
جلا کے وہ سزا جاری کرینگے پس فاطمہؑ بطور تشنیع کے بکمال غیظ و غضب سے
چلائین کہ اے ابن خطاب تو ایسے ظلم قبیح وحشیانہ کا ہرگز ہرگز مرتکب نہونا
عمر نے جواب دیا کہ مین ضرور ضرور کرونگا۔ اگر تم سب بیعت سے اوس
شورے کے انکار کروگی۔ اوس حالت مین علیؑ اور اونکے رفیقون کو
کوئی چارہ نرہا سوائے اس کے کہ اس حکم ناطق کے تعمیل کرین **فصل ۱۳**
عمر کو اس طرح کے جبر سے بلکہ نئے مجابا کردار کا باعث بیشک یہ خیال ہوا کہ

ابوبکر چونکہ سن رسیدہ ہین کہ اونکا سن قریب قریب رسول ؐ کے سن کے تھا
تو وہ بعد رسول ؐ کی وفات کے غالبًا بہت دن زندہ نہین رہتے انہون نے
امید کی کہ ٹھیک ترکیب سے وہ خود بعد ابوبکر کے خلیفہ ہو جاسکتے ہین۔ ۱؎
بشرطیکہ علی ؑ کو خارج کرسکین کہ وہ ہی ایک مدمقابل جنسے انکو کسیو جہہ سے
خوف کرنا پڑتا تہا فصل ۴ جب ابوبکر کو یہ منصب جلیل حاصل ہوا
تو تمام شاہانہ خطابون کو حقیر جانکے صرف اپنے کو خلیفہ رسول ؐ کہلایا۔
عربون کو مائل بہ بت پرستی کیطرف بعد آنحضرت کی وفات کی پاکے
موافق اونکے مذاق کے کہ ایک قوم متکبر و خود ستا تھے انسے کہا کہ اے
تم مکہ کے رہنے والو کیا تم دنیا کے لوگون کو یہ دکہاؤ گے کہ تمنے سب سے
بعد دین اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے ترک کیا یہ تقریر اونکے
کارگر ہوئے۔ خالد ۱؎ نے اپنے کو دشمن مرتدون کا کہا اور ایک گروہ
چنے ہوے آتش مزاج لوگون کا جنکو ولولہ دین کا تہا ساتھ لیکے ان
پریشان قبائل صحرائی کو شکست دی اور خدا کے وحدانیت اور آنحضرت کی

۱؎ اوس کو خطاب سیف اللہ کا دیا تہا ۱۲ [illegible]

رسالت کے عقیدے کیطرف انکو پھیرا یا فصل ۱۵ ایک قوی دشمن صوبہ
نجد مین ظاہر ہوا اور یہ مسیلمہ کذاب تہا جسنے بعد رسول کے انتقال کے
علم بغاوت برپا کیا تہا مگر خالد نے اگرچہ پہلی لڑائی مین ان باغیون کے
ہاتھہ سے شکست کہائی تھی اور دوسری مین اونکو ہزیمت دی اور اس ہے
مین مسیلمہ بھی ایک کاری تیر کہا کے گرا یہ واقعہ ۶۳۲ء کا ہے۔ بعد اس کے
اسی سنہ مین یہ سب واقعے ہوے کہ چڑہائی شام پر ہوئی۔ اور خالد نے
بصرہ کو لے لیا۔ اور دمشق فتح ہوا اس فتح کے خبر خلیفہ کو بستر مرگ پر پہونچی
اپنے وقت اخیر ابو بکر نے مرضی سے سب لوگونکی عمر کو اپنا جانشین
مقرر کیا انہون نے بسبب قلت اعتماد کے اس عہدہ سے انکار کرنا
چاہا مگر آخر کو جب ابو بکر نے اون سے کہا کہ اگرچہ تمکو عہدہ خلافت درکار
نہین ہے مگر عہدہ خلافت کو تمہاری درکار ہے قبول کیا فصل ۱۶ مگر سب سے
بڑہ کر بڑی بات جس سے عہد دولت ابو بکر کا مختص ہوا وہ متعلق مذہب کے

[illegible]

ہوئی یعنے جمع و اصلاح کرنا سنت کا اسواسطے کہ بہت تالیف ثابت ہوا کہ
سن بعد سبب اور اصل وشبع اوس علم ہی بہوت سے ہوئی جو نظر اوسکے
ضروری ہمیشہ اوسپر رونا چاہئیے - اور جبکہ تیس برس تک ایسی ملک گیری
اور لڑائی مین نام برآوردگی اہل اسلام کیا کئے کہ کسینے مثل اوسکے نہین
کیا وہی بہوٹ بنائے دولت اسلام مین چپکے چپکے رخنہ ڈالتے تھے اور
اوس سلطنت کے اسباب زوال جو کسی زمانہ مین نہایت قوی سے تھے
خفیہ طور سے جمع کرتے تھے یہ جو نہایت عجیب غریب تالیف ہی اوس کے
مختصر توضیح کے لئے ہمکو اپنے سلسلہ تحریر سے عدول کرنا ضرور ہے

فصل ۷ - اپس سنت سے مراد یہ ہی کہ روایات کا مجموعہ ہو جو آنحضرت سے
منقول ہین اور آنحضرت کے اقوال و افعال کا اون مین بیان ہوا و
وہ مجموعہ ایسا ہو کہ اوسے تمام مسلمانون کو جو اپنے کو سچا دیندار سمجھتے ہین
ماننا چاہئین - یہ کتاب ایک قسم کا ضمیمہ قرآن کا ہی کہ چند چیزین جو اوسمین
نہین مذکور ہین اونکا خیال رکھنا اس مین بتایا گیا ہی اور مرادین اور
طرز مین یہ کتاب مطابق یہودیون کی کتاب مشنی کی ہی - فی الحقیقت لفظی
معنے کلمہ سنت کے عربی مین بعینہ وہ ہین جو مشنی کے ہین یعنے دوم اور یا معنے

اس کے مسائل زبانی ہین جیساکہ یہودی کہتے ہین۔ تابعین سنۃ کو سنے
کہتے ہین۔ اور جیساکہ یہودیون مین ایک فرقہ مسمی قرئی ہی جو مشنی کو نہین
مانتے اسیطرح مسلمانون مین ایک فرقہ ہی جو نقلونکو سنت کی نہین ملتے
اسواسطیکہ بنا ان روایات کی غیر اجماعی کتاب پر ہی اور خود انہون سنے
اپنے آبا و اجداد سے یہ روایات نہین اخذ کی ہین۔ سنی اپنے حریفون کو
طعن سے شیعی کہتے ہین اور لفظ شیعی لفظ شیعہ سے بنا ہی جو ٹہیک دلالت
کرتا ہی کہ وہ متبدل ناہنجار مرتد فرقہ ہی شیعی آپس مین اپنے کو عدلیتی کہتے
ہین اور وہ ماخوذ ہی عدلیہ سے جو نام اپنے فرقہ کا انہون سنے رکہا ہی او معنے
یہ ہین کہ یہ مذہب اون لوگونکا ہی جو تابع انصاف کے ہین اور راہ راست پر
چلتے ہین **فصل ۱۸**۔ شیعی سنیونکو الزام دیتے ہین کہ سنی اپنے پیر ونکے
مرغوبات کو ایسا سندی جانتے ہین جیساکہ قرآن کو اور ہمکو ایسا معلوم ہوتا
ہی کہ یہ اعتراض کرنا اونکا بالکل درست ہی اسواسطیکہ ان کتابون مین زیادہ
بنا حرف افواہ ونقل پر ہی پس اونکو نصرانیون کی پاپو خریفا یعنے اناجیل جہوٹہ
کے ہمپایہ سمجہنا چاہیے **فصل ۱۹**۔ وہ جو بڑے بڑے مناظرین دعوی
کرتے ہین کہ یہ چار نصرانیون کے کلام اللہ جواز ہین متی۔ مرقس۔ لوقا

ویوحنا - کی لکھی ہوئی کہان بلکہ صرف روایتین ہین جو اونکے طرف منسوب کے گئین تاکہ زیادہ اس سے اونکا اعتبار و اعتماد ہو کہ اگر منسوب اونکی طرف نہوتین تو اونکی ایسی سند نہوتی اگر یہ دعوی سچ ہو تو کیا بعید ہی کہ انھین بیباون کو دیکھکے مسلمانون کے دلون مین خیال شبہ کا اپنی سنت کے کتابون کے بارہ مین آیا **فصل ۲۰** - اب تاکہ ناظرین کو ٹھیک معلوم ہوجاوے کہ روایت حقیقت مین کیا ہوتی ہی اور کہانتک اعتماد کرنے کے لایق ہی ہم تذکرہ مذکور الذیل اوس خط کا لکھتے ہین جس سے سب علماء بیبل خوب واقف ہین اور اوس کو پاپا لیو اول مخاطب باعظم نے فلویانوس پاس در بارہ خلول بھیجا تھا - جان موکس اپنی کتاب مسمی بمعنے مرتع الارواح مین ہمکو خبر دیتا ہی کہ اس سے ابٹ مساس نے اور اوس سے ابٹ لولوصبس نے اور اوس سے امرکدکن گرکری نے کہا کہ علماء روم پاس ایک نوشتہ روایت تھی کہ پاپا لیو اعظم نے جب اس خط کو تمام کیا تو اوسکو قبر پر رسول بطرس کے ڈالدیا اور اوس سے التجا کی کہ جو کچھہ اوس مین غلطیان یا نقص ہو اوسکی وہ اصلاح کردے پاپاے مذکور قریب چالیس دن کے دعائین پڑہا کیا اور روزے رکھا کیا اور زمین پر پڑا رہا تب بطرس

واپس ظاہر ہوا اور کہا کہ مین نے پڑھ کے صحیح کر دیا ہی پس لیبو نے اس خط کو قبر سے اوٹھا لیا اور دیکھا کہ رسول نے کہ رہی بات کا پورا نکلا۔ یہ تو حال روایت کا ہی۔ فصل ۱۲۔ سنت مرکب مین مجموع سے ہے جنکا سنی بعضی خاص طور پر احترام کرتے ہین۔ ابو عبداللہ محمد بخاری بہت مشہور ہے دوسو برس بعد آنحضرت کے وفات کے اس شیخ السنت نے سات ہزار دوسو پچھتر صحیح روایتین قریب لاکھ کے اور دو لاکھ وضعی روایتون سے منتخب کین۔ راوی ان روایتون کے وہ لوگ ہین جو ابتدائے اسلام مین ایمان لائے تھے اور اون مین آنحضرت کا چپ رہنا قائل از بلاغت نہ تھا چنانچہ اس سکوت سے بڑی بڑی باتین معلوم ہوتی ہین۔ تالیف اس کتاب کی مکہ مین ہوئی۔ ہر روز یہ جفا کش دیندار سنت مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھتا تھا اور وضو آب زمزم سے کرتا تھا۔ اور تعظیم رسول مین مستغرق ہو کے اپنی کتاب کو وہ مدینہ لے گیا۔ اور وہان اسکو درست کر کے اور باب باب جدا کر کے دونون جگہ روضہ پر اور منبر پر آنحضرت کے رکھا اور یہ کتاب عرصہ مین سولہ برس کے ختم ہوئی اور خطاب اس کو صحیح کا ملا اور چارون متدین فرقون نے سنیون کے اسکو قبول کیا

اور بیشمار شہرمین اسلی مسلمان مجتہدون نے لکھین شیعون کے
اصل دین کامسئلہ یہ ہو کہ قرآن چونکہ کلام خدا اور منزل من اللہ ہو بالکل
کافی ہو۔ اور وہ ظاہر اسکا کہ حق ارثی باطل نہین ہوسکتا اس کو شیعہ
نے تردد برابر ثابت رکھتے ہین۔ اور اسی قاعدہ کے بموجب علی خلیفہ چہارم
کو بلافصل وصی رسول کا ہونا چاہئے۔ پس وہ تین خلیفہ جو زمانہ مین ان سے
مقدم ہوے یعنے ابوبکر عمر عثمان۔ ناصب ٹھہرے برعکس سکے سنی کہتے
ہین کہ مقرر کرنا رئیس ظاہری و باطنی کا صرف اختیار مین اون لوگون کے
ہی جنپر اس کا حکم جاری ہونیکو ہو پس سنیون کو کافر ولتو اور شیعونکو
بدل اہل اسلام مین سمجھنا چاہئے۔ فارس کے رہنے والے کہ شیعہ ہین
علی کو ولی اللہ کہتے ہین اور اونکا مرتبہ عظمت مین خود آنحضرت کے برابر
سمجھتے ہین اور ان لوگون کے کلمہ مین یہ کہا جاتا ہو کہ اللہ خدا ہو اور محمد
رسول ہین اور علی ولی اللہ ہین نذر ونیاز جو شیعہ یاد مین علی کی کرتے
ہین وہ فی الحقیقت قریب بت پرستی کے پہونچ جاتی ہو اور اس طرح کے
تعظیم علی کی کرنا جو اونکے دلو نمین آئے تو زیادہ تر باعث اوس کا یہ امر
عجیب ہوا کہ وہ عین خانہ کعبہ مین اپنی مان سے پیدا ہوے چنانچہ حسین نے

خاندان صفویہ کے پچھلے بادشاہون مین سے ایران کے اپنا نام بدترین
سگان علی مہر مین کندہ کروایا تھا۔ آجکے زمانہ مین کل مسلمان بالاتفاق
اون مصائب وآلام پر جو علی کا حصہ ہوا رنج کرتے ہین۔ اور جو رشدا ئد
اونہون نے سہے اوسپر اظہار ناراضی کا کرتے ہین۔ جب دفعہ اوسکا نام
لیتے ہین نام کے ساتھ یہ دعا دیتے ہین کہ کرم اللہ وجہہ اللہ اوس کے
منہ کو روشن کرے۔ ایرانیون نے بھی اب کچھ اپنے تعصب مذہبی مین
کمی کی ہی۔ اور اون لوگون کو جنکو یہ اپنے گواہ برادران دینی سمجھتے
ہین کافر کہنا چھوڑ دیا ہی۔ اور اونکو مسلم سمجھتے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ وہ لوگ
انحضرت کے رسالت کے مقر ہین اور خدا کی پرستش کرتے ہین۔ مگر
اونہون نے حق مومن کہلانے کا کھودیا ایسے لوگون مین شریک ہو کے
جنہون نے بیعت سے انکار کیا اور علی سے اور رسول کی بیٹی اور اولاد سے
بظلم پیش آئے مگر سنی اپنی رائے اور سلوک مین شیعون کے ساتھ ایسے
فیاض نہین ہین اور فقط دو چار نہایت لیاقت والے سنی عالمون مین سے
قائل اولاد علی کے صحیح مسلمان ہونے کے ہین۔ لیکن در بلٹ کہتا ہی کہ
صحبت علی بعد تمامی چالیس برس کے امویہ نے موقوف کیا۔ حالانکہ

خیر الدین ہمکو خبر دیتا ہی کہ اوس کے زمانے مین تھوڑے سے سنی لوگ ہر کیوں مین تھے جو ایسی گستاخی کرتے تھے کہ علیؓ کو کافر کہہ کے تذلیل کرین **فصل ۲۱** یہ کہا گیا ہی اور ہم سمجھتے ہین کہ کچھ سچے طور سے کہ جب مسلمان ہندوستان میں بسے تو ان دونون مقابل کے فرقون نے کسیقدر اپنی اپنی مذہبی دشمنی مین تخفیف کردی علیؑ کے فریق والون نے عمر کو لعنت کرنا موقوف کیا اور خلفائے ثلاثہ کے جنبہ دارون نے بارہ امام پر تمسخر کرنا چھوڑ دیا۔ **فصل ۲۲** ۔ بعد اس ضروری حدول کے ہم احوال خلفائے اربعہ کیطرف رجوع کرتے ہین۔

فصل ۲۳ ۔ عمرؓ نے اپنے عہدہ جلیل پر فائز ہوکر خطاب امیر المومنین کا لیا اور یہی خطاب اپنا سب خلفا نے رکھا جو بعد انکے ہوے۔ بگرخنگی یا کہ کچھ سختی جو انکی طبیعت کے خاصیت تھی نہ لے اسکے اوس زمانہ مین کام نہین چلسکتا تھا کہ شخین جو ایسے ہوئی تہین کہ سلف سے کبھی نہین ہوئین تو لڑائی بھڑائی میں تعدی کرنا معاف معلوم ہوتا تھا۔ ایسی حالت مین بار بار وہ رعایت انصاف کرنے سے اوسکے مصائب جنگ و جدل و کشور کشائی کی گھٹ جاتے تھے اور اس بات کے اثبات کے لیئے اون کے احوال مین یہ امر عجیب مذکور ذیل

[illegible]

ثبت لقب ہوا ہو از لی عادت یہ تھی کہ بیدلی رہتی تھی جس سے سرداروں کو اگر
وہ نہایت اعلیٰ رتبہ کے ہوں جب عمر تک کسی فعل شنیع کا پاتے تھے سزا دیتے
تھے اور اسی بات سے یہ مقولہ نکلا کہ عمر کا بید انتہا کے بہادر اور جنگجو سپاہی
کی تلوار سے زیادہ مہیب ہے۔ عمر کی سختی اجرائے احکام دین میں بالکل
منتہائے تعصب کو پہونچ گئی تھی۔ اٹھارویں برس بعد رسول کی انتقال
کے عمر نے اپنے اہل وطن کے لئے ایک بات ایسی کی جو بہت ضرور اور نہایت
کام کی تھی کہ سب قابل یادگار واقعات کی ہجرت سے تاریخ دینی کے رسم جاری
کی اور یہ منضبط عام قاعدہ تحدید زمان کا مقرر کر کے بہت سے جدا جدا
قاعدے جو اس زمانے تک متداول تھے دفع کئے کہ ہر ایک قبیلہ چونکہ اپنے
کسی بڑے واقعہ جیسے قحط و وبا وغیرہ سے تاریخ لیتا تھا تو اس سبب سے سب
ملک کے تحدید زمان میں علی العموم ایسا خبط و غلط ہوتا تھا کہ کسی طرح سے
سلجھ نہیں سکتا تھا۔ فصل ۲۵۔ خلافت عمر کا زیادہ تر شہرہ محاصرہ کرنے
اور لے لینے یارو شلیم سے اور فتح مصر و فارس سے ہوا۔ عمر جب قریب
مرگ پہونچے تو تردد ہوا کہ کس کو جانشین مقرر کریں ایک نئی ترکیب
نکالی جو تاخیر نے فائدہ کی دفع کے لئے ہتا بہت مفید ہی اور نہوں نے

یہ حکم دیا کہ فوراً بعد انکی وفات کی ایک مجلس شورے کے چھہ شخصون سے منعقد کیجاوی اور تین روز کی مہلت اونکو غور کرنیکی دیجاوے اس عرصہ کے بعد اگر وہ اتفاق رائے نکرین کہ کون نیا خلیفہ ہو تو ان سب کو قتل کرنا چاہئے ۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ارباب شورہ نے عثمان کو منتخب کیا۔ اور بموجب اسکے وہ مسندنشین خلافت اور تیسرے خلیفہ مسلم ہوے انکی خلافت جو ۶۴۴ء سے ۶۵۶ء تک رہی اوس مین یہ عربونکی سلطنت عجب طرحکی سرعت سے بڑہی کہ مشرق کے طرف فارس مین اور مغرب کے طرف سراسر جنوبی ساحل پر افریقہ کے قبوطہ تک پھیلے قسطنطنیہ کے بادشاہ نے تھوڑے دنون کے لئے مصر پر پھر قبضہ پایا مگر دوبارہ مسلمانون نے ندیان لہو کے بہاکے اوسکو چھین لیا ۔ اسی عہد خلافت مین مسلمانونکا تسلط سیحون اور حدود دہنا تک ہوا **فصل ۲۶** ۔ یہ بات عثمان کے لئے بدنصیبی کی تھی کہ کفر جنگی اور زورطبع جس مین خلیفہ سابق مشہور تھے اوس مین یہ ناقص تھے اور یہ نقص نہایت ہی مضر ہوا اسواسطے کہ یہ اوصاف واسطے روکنے ترقی تن پروری و آوارگی کے نہایت نہایت درکار تھی ۔ انکا حلیم الطبع اور نیک نہاد ہونا معین بداطواری کا ہوا ۔ او

امور ریاست کے سربراہی ہاتہون مین بدنیت اور خود غرض آدمیون کے سپرد ہوئی۔ اور اور پرانے رفیقون سے قطع نظر ہوئی اور وہ شکایت کرتے تھے کہ خلیفہ کے عزیزون اور ذاتی دوستون کے رکھنے کے لئے انکو برطرف کیا ہی۔ دوسری بات جو مسلمانون کو بری معلوم ہوئی وہ عثمان کا تکبر تھا کہ سب سے اونچے زینہ پر منبر کے بیٹھتے تھے۔ حالانکہ ابو بکر و عمر صرف پہلے یا دوسرے زینہ تک جاتے تھے۔ **فصل ۲۷** نتیجہ ایسی سب ناشہیدہ کردار کا جسکو ہم قصور نہین کہتے یہ ہوا کہ جیسے بجد اطاعت مسلمان ابوبکر اور عمر کی کرتے تھے ویسی عثمان کے لئے باقی نہ رہی اور ہوتے ہوتے یہ کردار باعث اسکا ہوا کہ عرب حلقہ اطاعت سے خارج ہو کے جوار مدینہ مین جماو کرکے دادخواہ ہوے خلیفہ نے اونکی سب دعاوی کو منظور کیا مگر جی بی عایشہ کا بغض و کینہ و ہوس ایسا نہ تہا کہ یون سہل طور سے فرو ہو جاتا۔ وہ چاہتی تہین کہ خود اپنے گروہ والون مین سے کسیکو زیب مسند خلافت کرین اور اس سبب سے ان باغیون کے بندشون کے در پردہ وہ معین ہوئی تہین۔ حاکم مصر جسکو خلیفہ نے دباؤ مین آ کے مقرر کیا تہا اوس کے قتل کا پروانہ خود خلیفہ کے ہاتہہ کا لکہا جعلی بنا گیا اور ترکیب سے اون لوگونکے ہاتہہ لگ

پہونچایا گیا جو حاکم مصر کے طرف سے آتے تھے اور جیسی ہی اون لوگون نے
عثمان کی اس دغابازی کو لشکر سے کہا ویسی ہی یہ انتہا کے برافروختہ ہو کے
جھپٹے اور اونکو مار ڈالا۔ **فصل ۲۸** عثمان قرآن کی تلاوت کرتے تھے
زخمون سے چور ہو کر گرے اور خون اونکا اوس کتاب مقدس پر پڑا اور
یہ قرآن آجتک خزانہ مین جامع دمشق کے محفوظ ہی **فصل ۲۹** عثمان نے
جانشین مقرر کرنا ارباب شورے مذکور سابق کی رائے پر چھوڑ دیا اور
وہہون نے باستثناء خود علیؑ کے کہا کہ علی اپنے ہاتہہ مین حکومت لین مگر
اس شرط سے کہ موافق قرآن اور حدیث کے اور مشورے سے دو بڑے
ارباب شورے کے حکم دیا کرین لیکن عالی ہمت علیؑ نے اپنا اس اخیر شرط کا
پابند ہونا بغیظ و غضب تمام نامنظور کیا اور خلافت قبول نہ کی جب تک یہہ
شرط موقوف نہ ہوئی۔ اس ہی ہنگامہ مین علیؑ نے ایک اور نظیر اپنے
اوس بلند ہمتی اور استقلال کی دکھائی جس سے وہ ممتاز ہوئے ہین کہ
جب مصری لشکر نے جو اوس وقت پر مدینے مین تھا عہدہ انکو خلافت دلوانا چاہا
کیا تو ان اجنبی لوگون کے دخل دینے پر امر خلافت مین وہ ناراض ہوے
اور کہا کہ صرف قبول اہل شہر کا اس بارہ مین مسموع ہو سکتا ہی۔ علیؑ نے

شروع مین اپنی حکومت کی سب حاکمون کو صوبون کے معزول کیا - ان صوبہ
دارون مین معاویہ بہی تہا بیٹا اوس ابوسفیان کا جو بہت زمانہ تک دشمن
آنحضرت کا رہا تھا یہ علیؑ کا پروانہ پاکے جیسا مقتضائے طبع ہی از حد غیظ و غضب
مین آیا - اور چونکہ عزیز قریب عثمان کا تہا تو عزم بالجزم کیا کہ اپنے کو منتقم اون کا
قرار دیوے اور اس ہی درمیان مین دعوی وراثت اور خلافت کا کرے
معاویہ نے عربستان کے اندر رفیق بنائے اور اہل شام اوسکی طرف ہوے
اور بی بی عایشہ تو علیؑ کو الزام عثمان کے قتل کروانے کا لگاکے برسرمیدان آئی
تہین بلکہ معظمہ مین یہ سرغنا اس سازش کے بنتی تہین وہان سے وہ ایک
لشکر بردار ہی طلحہ و زبیر لیکے نکلین - پہلے بصرہ اونکے قبضہ اختیار مین
آیا اور اس فتحیابی سے اونکو ہمت ہوئی کہ علیؑ سے بھی جاکے لڑین - نتیجہ اس
لڑائیکا اونکے لئے مصیبت ہوئی طلحہ و زبیر دونون مارے گئے اور خود
اونٹ پر سوار - اسی سبب سے اس لڑائی کو جنگ جمل کہتے ہین - دلیرانہ اپنے
سپاہیون کو شجاعت سے لڑنے پر ترغیب دیتی ہوئین لیس مین علیؑ کی
پڑین - پکا حکم دے رکہا گیا تہا کہ کوئی اونپر دست درازی نکرے مگر تہتا
اس کے یہ بہی مدنظر تہا کہ ہر طرحکی کوشش اونکی اسیر کرنیکے لئے کیجاے

اون کے اونٹ پکڑنے کے قصد سے جو مہار پر ہاتھہ ڈالتا تو ستر آدمیونکے
ہاتھہ اس مین کاٹے گئے اور عماری پر اونکے اتنے تیر لگے کہ مثل ساہی کے
ہوگئی آخر کو جب ایک سپاہی نے اوس اونٹ کو پے کیا تو بیچارہ وہ جانور
زمین پر گرا اور عایشہ نے مجبور ہوکر اپنے کو حوالہ کیا۔ علی نے اپنے اسیر کو
نہایت احترام سے رکھا۔ پس اونکا حسن سلوک اونکے ساتھہ بلا قصد ایسا
ہوا جیسا کہ بادشاہ اُورلین نے زنوبیہ ملکہ پالمیرہ کے ساتھہ کیا تھا۔ اور
اونہون نے آنحضرت کی بیوہ کے لئے چالیس عورتین خدمت گذاری کو
مقرر کردین اور بہمراہی حشم و خادم ملکہ کو روانہ کیا۔ اور یہین اونہون نے
ہشتہ ہجری مین انتقال کیا در حالیکہ اس بات پر سزاوار الزام دینے
کی نہین کہ علی کی عداوت مین اور نیز خواہش مین ساصل کرنے ایسے
اختیار کے جیسا کہ اونکو امور مذہبی مین تھا امور ملکات مین اونہون نے
ہزار ہا جانین گوائین۔ مگر اس سے اونکے احترام مین پس مرگ تابعین
قرآن کے نزدیک کمی نہوئی بلکہ اونہون نے انکو خطاب نبیہ کا دیا ہی۔
روایات سے ہم کو انکی موت کا احوال بالکل برخلاف اوسکے جو ہم نے
اوپر لکھا معلوم ہوتا ہی کہ انہون نے یزید کی بیعت کی وعدہ سے ایسی

توہین کے ساتھہ انکار کیا کہ معاویہ نے جلکے انکو مروا ڈالا۔ اسنے اپنی عداوتکو پوشیدہ رکھہ کے اونکو ضیافت مین بلایا۔ اور پہلے سے دعوت کی دالان مین ایک گڈہا بطور کنوین کے کہدوا کے منہہ اوس کا پتلی کھپاچون سے بند کروا کے اوپر سے عمدہ قالین بچہوا دیا جسپر پہول اور پتیان چہٹکی ہوی تہین اور مسند لگے ہوے تہے۔ پس عائشہ جیسے ہی بیٹہین ویسی ہے سر کے بہل کرتے مین گر پڑین تہہ مین جس کے پتہر اور کوڑا بہرا ہوا تہا۔

فصل ۳۰ بعد شکست عائشہ کے پہلے علیؑ کو توجہ شام کے طرف کرنا پڑی۔ کہ وہان معاویہ نے نشان بغاوت کا کہولا تہا جانبین کی فوجین صفین مین مغربی کنارہ پر فرات کے قریب شہر رقہ کے تہے۔ ان دونون لشکرون مین سے کسیکا بہی سالار اپنی فوج سے حملہ کرنے پر آمادہ نہ تہا۔ اور معاویہ مکار نے یہ حالت تردد کی دیکھہ کے علیؑ کے تابعین کے دلون کو ورغلاتا۔ اور کچہہ اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ قرآن کو نیزون کی نوکون پر لگا کے دشمن کے صف کے طرف بڑہ بڑہ کے یون پکارین کہ یہ کتاب ہی جو درمیان ہمارے اور تمہارے فیصلہ کریگی یہ کلام اللہ جو ہی بعض مسلمانونکی خونریزی کو منع کرتا ہی یہ فریب چلگیا اور بڑے بڑے سپاہی جو کل سرگروہ لشکر

خلیفہ تھے اونہون نے ہتیار ڈالدیئے اور کہنے لگے کہ مخالف کتاب اللہ کے
نہ لڑینگے اور جو نصیب عثمان کو ہوا تہا اوسکی دہمکی علیؓ کو دے۔
آخرش یہ نزاع پنچایت مین پیش ہوئی۔ اور دو شخص جنکی رائے پر
فیصلہ قرار پایا تہا علیؓ کی معزولی پر متفق الرائے ہوئے۔ حکم بلند منبر پر سے
جو پنچ مین درمیان دو لشکرون کے نصب تہا سنایا گیا۔ ایک پنچ
ابو موسی نے پہلے اپنی تجویز بیان کی کہ مین معاویہ اور علیؓ کو خلافت
پر سے یون اوتارتا ہون جیسے اس انگوٹھی کو اپنی اونگلی سے۔ بعد
اوسکے فی الفور دوسرا پنچ عمرو منبر پر چڑہا اور کہا کہ مین علیؓ کی معزولی
کرنے مین ابو موسی کی موافقت کرتا ہون اور خلافت معاویہ کو دیتا
ہون۔ پس اس رئیس کو خلعت حکومت یون پہنائے دیتا ہون جیسے
اس انگوٹھی کو اپنی اونگلی مین۔ یہ علانیہ ابتدا ہوئی اختلاف مسلمین کی
جس سے ایسا کینہ اور ایک دوسرے کو خارج المذہب کہنا پیدا ہوا
جیسا کہ ترک اور ایران آجتک ایک دوسرے سے نفرت رکہتے
ہونے سے ظاہر ہی۔ فصل ۱۳۳۔ بمقتضائے طبع ونیز بوجہ وجیہ

علیؑ اور اونکے رفقا اس فیصلہ سے ناراض اور غضبناک ہوے۔ مگر اونکو
بمجبوری قبول کرنا اور کوفے مین چلے آنا پڑا۔ اور یہان بعد تھوڑے
عرصہ کے خارجیون نے ساتھہ علیؑ کا چھوڑ دیا۔ وہ لوگ موبا مارقین کہے
کہلاتے ہین کہ اونہون نے علیؑ کی رفاقت اسوجہ سے ترک کی کہ ایک
امر جو متعلق بدین خدا تھا اوسکو اونہون نے آدمیون کے فیصلہ پر رکھا
حالانکہ ایسے مقدمون کا فیصلہ کرنا فقط خدا ہی کا کام ہی۔ علیؑ کے سمجھانے
سے خوارج معقول نہوے اور مسلح آپس مین متفق ہوکے نہروان کو کہ
ایک قریہ قریب چار میل کے مغرب مین دجلہ سے ہی اپنا ماوا قرار دیا۔
علیؑ نے اونپر فوج کشی کی بعضون کو سمجھا کے مطیع کیا اور باقی کو لڑکے
قتل کرکے پھر سارے عربستان پر قابض ہوے مگر اس اثنا مین اونکا
حریف معاویہ شام اور فارس پر مسلط ہوا اور اوس کے نام سے
عمرو نے مصر کو لیلیا۔ شامیون نے بھی تاخت علیؑ کے ملکون مین کی اور
نہایت بے رحمی کے افعال کے مرتکب ہوے اور دور دور تاراج کیا

فصل ۳۲ ۔ قریب اسی زمانہ کے یہ بات ہوئی کہ تین کوفیون سے
اتفاقاً مکہ مین باہم ملاقات ہوئی اور اوس زمانہ کے لڑائے

جھگڑون مین لوگون پر جو مصائب و آلام گذرتے تھے اون کی شکایت
باتفاق کرنے لگے اور یہ بات ٹھہرائی کہ ان مصیبتون کے بانی علیؓ اور معاویہ
اور عمرو کو قتل کرکے لوگونکی تکلیفون کو دفع کرین بموجب اس ارادہ
کے ایک شخص ان فتنہ پردازون سے دمشق کو گیا اور معاویہ کو گھائل کیا
مگر زخم کاری نہ لگا۔ دوسرا شخص مصر مین گیا اور ایک مسجد مین داخل ہوا
جہان عمرو کے ملنے کی توقع تھی اور ایک آدمی کو اوس کے دہوکے
مین مار ڈالا۔ تیسرا قاتل جس کا نام عبدالرحمان تھا بڑی کمبختی کے بات ہی کہ
کامیاب ہوا کہ اوس نے کوفہ مین پہونچنے کے ساتھہ ہی دو اور شخص
اپنے مشرب کو کچھہ دے کے علیؓ کا کام تمام کرانے مین اعانت کرنے کیلئے
ٹھہرائے۔ عبدالرحمان نے خلیفہ کو در مسجد پایا کے پہلی ضربت اون پر
لگائی اور اوس کے شریکون نے باقی کام قتل کا تمام کیا۔ ان زخمی خلیفہ نے
اوسوقت بھی کہ فقط سانس کا شمار تھا اپنی اوس رحم دلی سے جو نمالب خاصہ
اونکی طبیعت کا اور لوگون کا دل لبھانیوالا تھا کام لیا۔ اور حسنؓ کو تاکید
کی کہ اونکے قاتل کو ایک ہی ضربت مارین اور تکلیف اور اذیت جس کا
لامحالہ سزاوار قرار دیا جاتا اوس سے اوس کو بچاوین فصل ۳۴

لکھتے ہین کہ علیؑ نے خنجر زہرآلود کہا کے زخمی ہونے کے پانچوین دن سنہ ۴۰
ہجری مین وفات پائی اور سن اونکا باختلاف تاریخ ولادت ۵۷ یا ۵۸ یا
۶۳ برس کا ہوا - قبر اونکی پوشیدہ رہی جبتک کہ خلافت امویہ کا
استیصال نہین ہولیا - اور سنہ ۳۶۹ ہجری مین عضدالدولہ نے ایک عالیشان
مقبرہ بنوا دیا جس کو قبۃ الانوار کہتے ہین - یہ مقبرہ جس کو بادشاہان
فارس پیہم بکمال زیب وزینت آراستہ کیا کئے اوس کو پیروان علیؑ ایک
چیز نہایت احترام کی سمجھتے ہین - اور ایک شہر بھی مسمی مشہد علیؑ اونکے
نام پر قریب خرابۂ کوفہ کے بسایا گیا۔ **فصل ۳۴** - علیؑ کے مرجانے پر
اونکے بڑے بیٹے حسنؑ خلیفہ و امام عراق مین ہوے مگر خلیفہ کا خطاب
بمجبوری معاویہ کو دیدینا پڑا - اور امام کا خطاب جو ایک باطنی منصب ہے
پیرواون کے سمجھے کہ وہ اون سے جدا نہین ہوسکتا تھا معاویہ نے اونکے
لئے وظیفہ مقرر کر دیا تھا اور اجازت بھی دی کہ بے کھٹکے گوشہ نشینی مین
بسر اوقات کرین نو برس بعد حسنؑ زہر سے مرگئے جس کو اونکی زوجہ

جعدہ نے باغوائے معاویہ دیا تھا اور خود معاویہ کی بھی موت تھوڑے عرصہ بعد ۶۷۹ء مین واقع ہوئی یزید اوس کا جانشین ہوا۔ اس شہزادے نے اپنی بدکاری اور تندمزاجی سے اپنی رعایا کو ستایا بلکہ علی العموم مسلمانون کو ایسا بیزار کیا کہ ابھی بہت زمانہ اوسکو دمشق مین خلیفہ ہوئے نہین گذرا تھا کہ چپکے سے حسینؑ کے پاس مدینہ مین ایک اسم نویسی ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمانونکی پہونچی کہ وہ انکو وہ رتبہ دینا چاہتے تھے جس کا استحقاق انکو بوراثت انکو اولاد رسولؐ ہونے سے حاصل تھا اور اس اسم نویسی کے ساتھ اظہار اوسکے شوق کا تھا کہ جیسے ہی انکو کنارے فرات کے دیکھین تلوارین انکی اعانت کے لیئے کھینچین۔ برخلاف عاقلانہ مشورہ کے حسینؑ نے اس نیوتے کو قبول کیا اور مع چند اصحاب اور ایک گروہ عورتون اور بچون کے صحرانوردی کے جب قریب حدود عراق کے پہونچے تو اوس ملک کے رہنے والون کو کچھہ رکھائی بلکہ دشمنی کرتے ہوئے پایا کے انکو دغدغہ پیدا ہوا اور شبہ ہوا کہ انکے رفیق کے لوگ یا تو انسے پھر گئے یا ہلاک کر ڈالے گئے بدقسمتی سے منشا اونکے اندیشہ کا ٹھیک تہا۔ اور حسینؑ کو بشمول اونکے ہمراہیون کے میدان کربلا مین پانسو سوارون کے

رسالہ نے گھیر لیا۔ مگر اب بھی حسینؑ نکل کے پناہ اوس قلعہ مین صحرا کے لیسکتے تھے جسپر کبھی قابو اگلے زمانہ مین قیصران روم اور خسروان فارس کا نہ چلا۔ یا ہوسکتا تھا کہ وفاداری پر قبیلہ طے کی اعتماد کرتے کہ وہ بخوشی دس ہزار مُسلح سپاہیون سے حمایت رسول کے نواسے کی کرتے لیکن بجائے اختیار کرنے کسیکی ان تدبیرون مین سے حسینؑ نے دشمن کے فوج کے حاکم سے درخواست گفتگو کی کی اور کہا کہ ان تین شرطون مین سے ایک کا اختیار انکو ملے (۱) یا تو انکو اجازت ملے کہ واپس مدینے کو چلے جائین (۲) یا اہل ثغور مین بمقابلہ اتراک تعینات کردیئے جاوین (۳) یا صحیح و سالم یزید کے پاس بھیجدیئے جائین۔ جواب مین اوسنے یہ کہا کہ یا اسیر و مجرم بنکے لشکر خلیفہ مین حاضر ہون یا اپنی بغاوت کے یاداشت کے منتظر رہین حسینؑ نے کہا کہ کیا تمہارا قصد مجکو موت سے ڈرانے کا ہے۔ ایک رات کی جو انکو مہلت سوچنے کی ملی تھی تو اس عرصہ قلیل مین وہ خوب غور و فکر کرکے اپنے مقسوم کی مصیبت اوٹھانے پر مستعد ہوگئے۔ اپنی بہن فاطمہ کو جو اس خاندان کی عنقریب ہونے والی تباہی پر زار زار روتی تھین گریہ وزاری سے منع کیا اور کہا ہمارا توکل اللہ تعالےٰ پر ہے

زندہ رہتی - میرے مان فاطمہ میرے باپ علیؑ میرے بہائی حسنؑ سب
مرگئے تباہی اوس تباہی پر جو واقع ہوچکی اور افسوس اوس باقی تباہی پر جو
ہونیوالی ہی۔ **فصل ۳۹** حسینؑ نے جواب دیا اے پیاری بہن خدا پر
بہروسا کرو اور جانو کہ ہر شئے ہلاک ہوگی سوائے وجود اوس خدا کے
جسنے سب چیزونکو خلق کیا او رجواپنی قدرت کاملہ سے ان سب کو اپنے
پاس اوپر راجع کرے گا - میرے باپ علیؑ میرے بہائی حسنؑ مجہہ سے
بہتر تہے اور ہم سب کے تاسی کے لئے نظیر خود رسولخداؐ موجود ہی
فصل ۴۰ حسینؑ پیدایشی افسردہ طبع محزون المزاج تہے گویا اپنے
مرگ بیگاہ کی انکو پہلے سے آگاہی تہی - اور مثل اپنے باپ کے دیندار ی
مین قابل دید تہے - اور اہل سیر لکہتے ہین کہ وہ ہر روز ہزار مرتبہ عبادت
حق تعالےٰ کی کرتے تہے - ایک دفعہ اونہون نے اپنے باپ سے پوچہا
کہ آیا وہ انسے محبت رکہتے تہے - علیؑ نے جواب دیا کہ وہ انکو بکمال شفقت
چاہتے تہے - پہر اونہون نے پوچہا کہ خدا سے بہی آپ کو محبت ہی علیؑ نے
جواب دیا ہان اسپر حسینؑ نے کہا کہ سچی دو محبتین باہم ایک دل مین
نہین رہ سکتین ہین - اس کلام سے علیؑ ایسے متاثر ہوئے کہ آنسو ٹپک

پڑے حسینؑ نے اونکی تشفی کے لئے کہا کہ آیا آپ کو کافر بننا اچھا معلوم ہوتا ہی کہ میرا مرتے دیکھنا۔ علیؑ نے جواب دیا کہ مین اپنے پیارے بیٹے کو پہلے حوالہ موت کے کردون نہ کہ اپنا دین چہوڑ دون۔ تب پہر حسینؑ نے کہا کہ اس امتحان سے آپ کو معلوم ہو کہ آپکو میری محبت ایک الفت طبعی ہی اور آپ جو خدا سے محبت رکہتے ہین وہ سچی محبت ہی۔ اور آپکے اصل دل سے ہی **فصل ۴۱** ایک عالیشان روضہ اوسی مقام پر تعمیر ہوا جہان کہ لاش حسینؑ کی دفن ہوئی تہی۔ اور اس مقام کا نام مشہد حسینؑ ہی۔ اور اس دن تک وہان زوار بہت جایا کرتے ہین **فصل ۴۲** خلافت عامہ سے اگرچہ اولاد علیؑ خارج رہے مگر ہر روز زمانہ مین مسلمان اونکا احترام کیا کئے ہر ایک ملک مین مسلمانون کے یہ کبھی کبھی تخت نشین ہوے۔ اور ہر ایک عہدہ اور ہر ایک کام دنیا بادشاہ سے لیکے گدا تک کا اولاد رسولؐ سے ممتاز ہوا انکو عرب مین شریف یا سید اور شام و ترکستان مین امیر اور افریقہ و فارس و ہند مین سید کہتے ہین اور جب یہ امر خیال کیا جاتا ہی کہ موافق مسلمانون کی شرع کے اتنا اثبات دعوی سیادت کو کافی ہی کہ فلان فلان شخص کے باپ یا مان مین سے

کوئی خاندان آنحضرت سے ہووے تو یہ بات کچھ تعجب کی نہین معلوم ہوتی
کہ تمام ممالک اسلام مین ہر جگہ اولادِ رسول کی کثرت ہی **فصل ۴۳**
اگر ہم فقط اسقدر ذکر پر علی کے اکتفا کرین جو ابتک ہمنے ان اوراق مین
ضمناً کیا ہی تو نہ صرف علی کے سے شخص کے حق مین کوتاہی بلکہ پڑہنے والے
کی توقع کے بھی خلاف ہوتا لہذا اتنی اور خصوصیات مذکور ذیل اونکے
بیان کرکے اس رسالہ کو ہم ختم کرتے ہین **فصل ۴۴** - کہتے ہین کہ ظاہری
ڈیل ڈول مین وہ میانہ قد مگر قوی سے اور خالق نے اونکو بے اندازہ
بدن مین عرحمت فرمائی تہی - ڈاڑہی سیاہ اور گہنی تہی اور چہرہ اون کا
گلرنگ اور زیرکی اور نیکی کی شعاع دیتا ہوا تہا - اور اسپر اعتماد کرکے
ٹہیک پتا اونکے مزاج کا لگ جاسکتا تہا شجاعت اور فصاحت دونون
مین برابر یہ مشہور سے درحالیکہ لقب اسد اللہ کا اونکی جرات اور نام
آوری پر شاہد ہی اسکی ایک نظیر بہت سی نظیرون مین سے کہ جو محاصرہ
قلعہ خیبر ۶۲۸ عیسوی مین مشاہدہ ہوئے - جب ابو بکر اور عمر دو دفعہ
علم وہیں پر گاڑ چکے اور دونون دفعہ ہٹادیئے جاچکے تو آنحضرت نے
کہا کہ کل علم ایک پہلوان کے ہاتھ حوالہ کرونگا کہ جو دوست خدا کا اور

رسول حبیب خدا کا ہو۔ دوسرے دن جب یہ علم علی کے سپرد ہوا تو وہ دشمن کے طرف جہپٹے اور مظفر و منصور واپس آئے حکایت اونکی اس کارنمایان کی اور قصے اونکے اور وقایع عظیم کے اکثر عربی اور فارسی شاعرونکی تصنیفات مین ہوا کرتے ہین اور عام مجمعون مین پڑہے جاتے ہین جہان ہجوم مشتاق سامعین کا ہوتا ہی۔ اور سنکے از حد محظوظ ہوتے ہین چنانچہ جس صورت سے وہ قلعہ خیبر کے سامنے تھے اوس کے بیان مین ایک شاعر یون کہتا ہی ڈہال جو اوس بہادر کے بازو پر تھی وہ ایک ٹکڑا ابر کا قریب آفتاب کے تھا اور پہر کہتا ہی کہ ڈہال کے نیچے سے علی نے جو ذوالفقار یعنے وہ مشہور تلوار جسکو خدا نے اونکے لئے بہیجی تھی کہینچی تو ایسی چمکی جیسے بجلی کالی گہٹا میں قریب آفتاب کے ہو اور جس طرح کہ نشتر رگ شناخون کو کسی شانہ در کی جدا کرتا ہی اوسیطرح علی کا تیغہ سرون پر بخت کافرون کے پہنچا۔

فصل ۳۵۔ علی ہنرہا ے جنگ مین کمال رکہتے تہے مگر اون کو علم سیاست مین بالکل واقفیت نہ تہی۔ معاویہ نے اپنی اور علی کی لڑائی کے ذکر مین کہا کہ دو چیزون سے مجہکو موقع ملا کہ میرے حریف نے مزاج مین اخفا نہ تہا۔ اور میری بات کا پتا نہین لگ سکتا

تھا۔ علی کے انیلے سپاہی تھے اور میرے سپاہی اشارہ پر کام کرتے تھے فصل ۴۶۔ پس اگر علی بلحاظ اپنی حیات اور بردباری اور عقلمندی کے دیکھے جاوین تو جتنے لوگ عربستان مین سلف سے پیدا ہوے اون سب مین بڑھ کے معلوم ہون گے۔ تمام مسلمان مورخ انکے جسمانی اور اخلاقی اوصاف کا بیان نہایت جوش کے الفاظ سے کرتے ہین۔ ابوالفدا یون کہتا ہی۔ علی مین ہم پاتے ہین نظیر ایک دلیر اور لائق رئیس کے ایک رئیس جس سے بہتر تمام اہل اسلام مین پایا جاتا نہین ہی۔ اور جو انصافاً مقابل بادشاہ حکیم مارقوس انطونیوس کے رکھا جاسکتا ہی۔ مگر وہ تباہ ہوے روزگار مخالف سے اور دشمنی سے ایک حریص عورت کے (عائشہ) باعانت دروغ حلفی اور دست قاتل کے۔ فصل ۴۷۔ لیکن علی اہل علم کے سلسلہ مین سے ممتاز مرتبہ رکھتے تھے کہ انہون نے تحصیل علم مین ایسی کوشش و توجہ کی تھی جو اونکے زمانہ اور ملک مین رسم نہ تھی بہت سے مجموعے اونکے جملون کے اور مثلون کے اور قصیدون کے بعد اونکے باقی ہین۔ تھوڑی تھوڑی ان جملون سے سنہ لیڈن مین گولیس نے ۱۶۲۹ء مین اور سٹ نے ۱۷۴۶ء مین اخیر مین قصیدہ ان زبر کے

چھاپے۔ واشر نے گولن کے چھاپے ہوئے جملونکو فرانسیسی مین ترجمہ کرکے سنہ ۱۸۲۶ع
مین چھاپا۔ اکلی نے اپنی کتاب مسمی بہ تاریخ عرب کے تیسری طبع مین علی کے
ایک سو انہتر جملون کا انگریزی ترجمہ لکھا ہی اور نسمت اپنی عربی صرف و نحو کے
کتاب مین لکھتا ہی کہ توخزنک نے اونکی ایک سو مثالین چھاپی ہین سب کے
پہلے گوادگمپو نے انکے قصائد کو مع لاطینی ترجمہ کے روم قدیم سنہ ۱۶۴۲ع
مین چھاپا مگر اوس ہی کو کلینبرس نے صحیح کرکے شہر لیڈن سنہ ۱۷۴۵ع مین آٹھ ورقی
تختی پر چھاپا۔ اس مجموعہ مین چھ چھوٹے قصیدہ ہین پہلے قصیدہ کو این سے
گولن نے لوسیوس کے نحو و صرف کی کتاب مطبوعہ لیڈن سنہ ۱۶۱۶ع کے
آخر مین اور دوسری اور تیسری اور چوتھی کو اکاباتو نے اپنی عربی نحو و صرف کے
کتاب مطبوعہ روم سنہ ۱۶۱۰ع مین طبع کیا ہی۔ ایک رسالہ علم رد سحر کے

ل مذکور ذیل بطور نمونہ کے اقوال علی کے ہین۔ علم امیر کی زینت اور فقیر کی دولت ہی۔ سچ بولنا
جس مطلب سے خدا نے گویائی دی اوس مطلب کے موافق کرتا ہی۔ کمال تین چیزین ہین۔ صبر مصیبت
پر۔ اعتدال اپنے اشغال مین۔ لطف خلق پر۔ دین ایک درخت ہی جڑ جسکی ایمان ہی۔ اور خوف خدا
اوسکی شاخین ہین۔ اور حیا پھل ہی جیسی دنیا کے ہستی ہی حشمت اس کے ذلت ہی بلندی
اسکی پستی ہی۔ مکار کے زبان شیرین ہوتی ہی مگر دل کڑوا ہوتا ہے۔ حماقت لاعلاج مرض ہے۔
وہ شخص آدمیون مین سب سے زیادہ منصف ہی جو خود اپنے اوپر فتوی دے نہ اسکے کہ اور لوگ اوس پر فتوی دین
حرص باعث ثروت ہے جو منافع ہوتے ہین اور اس سبب مفاسد برپا ہوتے ہین وہ مفاسد جس عصر مین اور جس اقلیم
مین ہون اوس ہی مین اکثر محدود رہتے ہین۔ اور اعصار لاحقہ اور اقالیم دیگر مین شاہر نہین ہوتے ہین۔ مگر وہ
مفاسد جو اختلاف [illegible] سے پیدا ہو نہایت با اصلاح تدبیر عداوت ہی یعنے عناد دینی اوس سے ہدا ہون چنانچہ حال

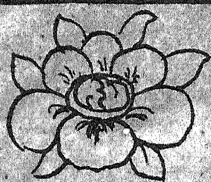
بیان میں مصنف علی سنا ہے کہ ابھی شاہی کتب خانہ میں قسطنطنیہ کے موجود ہے اسے ناظرین عالی ایسے تھے ۔ راحت ابدی کے آغوش میں وہ ہمیشہ آرام کیا کریں فقط

خاتمۃ الطبع

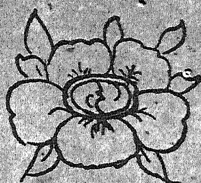
حمد بیحد اوس خدائے پاک کو	نور ایمان جسنے بخشا خاک کو

رسالہ موسوم باسم تاریخی جبر و ظاہر الحق جسکو رسالہ خلافت مسٹر جان ڈونپورٹ سے حسب الحکم عالیجناب معلی القاب حضور شاہزادہ عالم و عالمیان میرزا جہاں قدر بہادر دام اقبالہ کے جناب مولوی محمد حسید رضا صاحب خلف الصدق جناب مولوی ہر بر علی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے بزبان اردو با محاورہ ۱۳۰۰ ہجری میں حلیہ ترجمہ سے آراستہ فرمایا اور ۱۳۰۰ء شہر عظیم آباد پٹنہ میں چھپا تھا اب مکرر باجازت شاہزادہ ممدوح الشان بلیغ حسن اہتمام سے طبع ہو کر دل پسند خاص و عام ہوا ہے

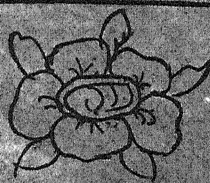
در ۱۳۰۰ ہجری بخط خادم سید محمد ابن سید سلطان



اعلان



بعون اللہ تعالے وحسن توفیقاتہ کہ اس زمان میمنت قران مین حسب
اجازت امیر صاحب کرم رئیس اعظم حروف نگین خاتم بلندی مسند نشین
محفل اقبالمندی معتدل فرمائے امزجہ سخندانی وسخنوری مہر سپہر کامرانی
متکی بالش اعزاز و تفاخر یعنی شاہزادہ صاحب عالم مرزا جہان قدر بہادر
زاد اقبالہ واجلالہ نے کتاب جزو مظاہر الحق کو واسطے استلذاذ خواص
انام واحتفاظ کافہ عوام کے مشتہر وشایع فرمایا و حق تالیف اس کا راقم کو
بحل کرایا لہذا احتیاطاً وضرورتاً خدمت مین جمیع اہالیان مطبع جوانب واطراف
وتاجران کتب امصار واکناف کے بکمال تاکید اطلاع دیجاتی ہے کہ کوئی
صاحب مطبع تا حصول منفعت بدون اجازت قصد طبع کتاب ہذا نفرماوین ورنہ
خیال منفعت مضرت سے متبدل ہوگا



راقم آثم
بندہ سید عابد علی عفی عنہ

